Online Magazine & Books

July 2024

شمارہ 69

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

www.duaalipoetry.com//duaali.poet@gmail.com

شمارہ نمبر 69 جولائی 2024

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

مدیرہ:

DUA ALI POETRY
DUA ALI POETRY
www.duaalipoetry.com
duaali.poet@gmail.com

آن لائن میگزین اینڈ بکس

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

شمارہ نمبر 69 جولائی 2024

آن لائن کتابوں کی فہرست

1۔ وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
2۔ رمزِ دعا
3۔ چشمِ نم
4۔ شبِ ہجراں
5۔ تم کیوں اُداس ہو
6۔ سعد اللہ شاہ (منتخب غزلیں)
7۔ بارش نے کہا مجھ سے
8۔ دعائے عقیدت
9۔ سُفنے مار گئے
10۔ ہم تمھیں نہیں بھولے
11۔ عزیز عادل (منتخب غزلیں)
12۔ چناروں سے اٹھتا دھواں
13۔ دعائے نیم شب
14۔ بکھرے پات
15۔ سلگتے حرف
16۔ چن چناں دے معاملے
17۔ نظم کہتے رہو
18۔ بنتِ حوا
19۔ اک عمر کی مسافت
20۔ صلی اللہ (نعتوں کا مجموعہ)
21۔ بکھرے ہیں خواب میں
22۔ محبت آگ جیسی ہے
23۔ دسمبر کہہ رہا ہے
24۔ شب ڈھلے
25۔ پلکوں کی راکھ
26۔ ہونٹوں پہ دکھ
27۔ پوروں کے خواب
28۔ سر سراتا دکھ
29۔ غمِ زیست کی چادر
30۔ دکھ اُسی رُت کا

مدیرہ:

DUA ALI POETRY
DUA ALI POETRY
www.duaalipoetry.com
duaali.poet@gmail.com

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

31۔ شاخسار

32۔ سناٹوں کا شور

33۔ روشنی اور میں

34۔ مرا دل

35۔ شام سُہانی

36۔ آہ وفُغاں

37۔ آوارگی میں حد سے گزر جانا چاہیے۔

مدیرہ:

شمارہ نمبر 69 جولائی 2024

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

DUA ALI POETRY
DUA ALI POETRY
www.duaalipoetry.com
duaali.poet@gmail.com

فہرست

سعد اللہ شاہ، طارق تاسی، عزیز عادل، نصرت یاب نصرت، سردار محمد شمیم، اشفاق رانا، اکرم عزم
امین اوڈیرائی، شیز اجلالپوری، شگفتہ نعیم ہاشمی، اعظم وسیع رامپوری، خالد داود قائم خانی، فرزانہ ساجد
سید نوید جعفری، گلفام حیدر، غلام منور، اعجاز قریشی، ثاقب سیال، سراج آغازی جبلپور، انجم جاوید
ثقلین جعفری، مظفر ڈھاڈری، آفتاب خان، سلیم نایاب فیروزآبادی، عبد العزیز عزیز، نعمان نذر نعمان
روبینہ ممتاز روبی، عامر معان، ڈاکٹر الیاس عاجز، ڈاکٹر امبر رانجھا، م۔ لئیق انصاری، اختر چیمہ
علی شاہد دلکش، افضل ہزاروی، فوزیہ اختراز کی، ابراہیم شوبی، سید حامد حسین شاہ، بنیامین مضطرب
باصر زیدی، شہاب اللہ شہاب، حبیب خوشابی، پرطاس، عاطف کمال رانا، سراج انصاری

مدیرہ:

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (سعد اللہ شاہ)

کھل اٹھے وہ کہ ہمیں دیکھنے والا آیا
ایسے لگتا ہے میں پھولوں کی دعا لے آیا

رنگ اڑتے رہے خوشبو کے تعاقب میں وہاں
شوق آوارگی کا میں بھی مزہ لے آیا

کیسا دلدادہ تھا محروم رہا زخموں سے
اپنے دامن کو جو کانٹوں سے بچا لے آیا

میں کہ ظالم تھا نہ جاہل یہ خدا جانتا تھا
وہ جو میرے ہی لئے تھا میں اٹھا لے آیا

ہر کسی میں کوئی فرعون چھپا ہوتا ہے
ورنہ اس خاک میں کون اتنی انا لے آیا

لو لرزتی تھی چراغوں کی مری آنکھوں میں
اس پہ وہ شوخ بھی دامن کی ہوا لے آیا

سعد پتھر ہی پہ یہ رنگ حنا کھلتا ہے
شیشہ رو چہرے پہ جب عکس حنا لے آیا

☆☆☆

مدیرہ:

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (طارق تاسی)

سفر ، توڑ کر یہ بدن رکھ گیا ہے
نفس در نفس اک تھکن رکھ گیا ہے

تہی پا کے ظالم ، دلِ نا سمجھ میں
جہاں بھر کا رنج و محن رکھ گیا ہے

سرِ شام اک بے وفا یاد آکر
سرِ دشت کوئی چمن رکھ گیا ہے

ہوا لب کشا تو گلابوں کی خوشبو
فضاؤں میں غنچہ دہن رکھ گیا ہے

کیا کیا ہے بیمار سے چارہ گر نے
دوا کو اٹھا کر کفن رکھ گیا ہے

ستم گر غضب کر گیا ، وقتِ رخصت
رگوں میں عجب سی دکھن رکھ گیا ہے

مرے ہاتھ کہنہ قلم دے کے تاسی
تخیل میں تازہ سخن رکھ گیا ہے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل(عزیزعادل)

تری آنکھوں میں رقصاں کیوں نہیں ہے؟
جگر شعلہ بداماں کیوں نہیں ہے؟

اگر ایماں سلامت ہے تمھارا
زباں پر وردِ قرآں کیوں نہیں ہے؟

طلسمِ خوش نمائی کے اسیرو
تمھیں کچھ خوفِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

پڑے ہو عارضی دنیا کے پیچھے
تمھیں مطلوب عرفاں کیوں نہیں ہے؟

کبھی سوچا ہے کارِ زندگی پر
منافع یاب انساں کیوں نہیں ہے؟

بڑی مشکل سے کٹتی زندگی پر
ذرا سوچو کہ آساں کیوں نہیں ہے؟

ہر اک دل ہے زغالِ بغض عادلؔ
کوئی درِ بدخشاں کیوں نہیں ہے؟

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (نصرت یاب نصرت)

کسی رہگزر سے غرض نہیں
کسی ہمسفر سے غرض نہیں
مجھے عشق ہے، مِرے عشق سے
کسی چارہ گر سے غرض نہیں
فقط ایک لمحہ سکون کا
مجھے عمر بھر سے غرض نہیں

جسے ایک در کی ہو لَو اُسے
پھر اِدھر اُدھر سے غرض نہیں
مِرے دل کا صاف ہے آئنہ
اسے شیشہ گر سے غرض نہیں
مجھے اپنے سائے کا خوف ہے
کسی اور ڈر سے غرض نہیں
میں بس ایک شام ہوں زیست کی
جسے اب سحر سے غرض نہیں

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (سردار محمد شمیم)

ہم تِرے دِل میں اُتَر جائیں گے رفتہ رفتہ
ایک دن کام یہ کر جائیں گے رفتہ رفتہ

ہم ہیں آشفتۂ عالم یہ بجا ہے لیکن
تُم سنوارو تو سنور جائیں گے رفتہ رفتہ

روح تک پھیل گیا داغِ فراقِ جاناں
اب تو لگتا ہے کہ مَر جائیں گے رفتہ رفتہ

کاٹ الفاظ کی تا عُمر رہے گی تازہ
تیغ کے زخم تو بھر جائیں گے رفتہ رفتہ

روشنی دِن کی ہوئی پھرتی ہے قاتل ہر سُو
شام ڈھل جائے تو گھر جائیں گے رفتہ رفتہ

اب کے گِرتی ہوئی اقدار ہیں غمّاز کہ ہم
آدمیّت سے گزر جائیں گے رفتہ رفتہ

ہم نہ کہتے تھے کہ مت آگ گلشن کو
اب ذرا صبر، شرر جائیں گے رفتہ رفتہ

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (اشفاق رانا)

وہ اوڑھ کر کسی غم کا لباس بیٹھے ہیں
کہ مسکرا تو دیے پر اداس بیٹھے ہیں

خلیج کتنی ہے حائل انھوں میں ، مت پوچھو
کہ دیکھنے میں بظاہر جو پاس بیٹھے ہیں

ملی تھی کتنی خوشی خوش فہم رہے جب تک
ہم آزما کے انھیں اب اداس بیٹھے ہیں

شکستہ گھر کو بچائیں کہ سوکھی فصلوں کو
دعائیں ابر کی کر کے ہراس بیٹھے ہیں

یہ سوچ کر کہ سمندر کا ہے سفر کرنا
سجا کے جب سے وہ ہونٹوں پہ پیاس بیٹھے ہیں

فضائے درد و الم اب اثر نہیں کرتی
ہم اپنی آنکھ کے آنسو نکاس بیٹھے ہیں

جو پُر سکوں تمھیں اشفاق آرہے ہیں نظر
نکال کر ابھی مجھ پر بھڑاس بیٹھے ہیں

☆☆☆

مدیرہ:

آن لائن میگزین اینڈ بکس

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

غزل (اکرم عزم)

میرے من کا پنچھی تیری خوشبو لانے نکلا ہے
کالی رات میں تیری یاد کا دیا جلانے نکلا ہے
ہر آوارہ جھونکے نے تجھے میرا کہہ کر چھیڑا ہے
شاید وقت تجھے تیری اوقات بتانے نکلا ہے
تاروں کے چہرے دھواں تھے چاند کی کرنیں سہمی سی
شاید سورج ان راتوں کا راز چھپانے نکلا ہے
یہ نہ جانے پریت الاؤ ہم نے خود سلگایا ہے
پاگل ساون ہم پہ کالی رت برسانے نکلا ہے
اشکوں کی برسات بھی کی پر بیج وفا کا اُگ نہ سکا
اب بے موسم پھول خزاں کی رت مہکانے نکلا ہے
میٹھے لہجوں کو جانا تھا جس نے بوجھ خیالوں پر
وقت اسے اب سناٹوں کا شور سنانے نکلا ہے
اک مدت سے دل نگری کی گلیوں سے ڈر لگتا تھا
عزم وہیں سے اب اک پل کا چین چرانے نکلا ہے

☆☆☆

مدیرہ:

آن لائن میگزین اینڈ بکس

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

شمارہ نمبر 69 جولائی 2024

غزل (امین اوڈیرائی)

خاک تھا خانہء جاں خاک پہ چھوڑ آیا ہوں
خواب سارے خس وخاشاک پہ چھوڑ آیا ہوں

جیسا تو چاہے مجھے ویسا بنا دے اب کے
کوزہ گر خود کو ترے چاک پہ چھوڑ آیا ہوں

فلسفہ فہم و خرد چھیڑ کے اس بستی میں
سب ارسطو رہِ ادراک پہ چھوڑ آیا ہوں

لوٹ آیا ہوں ترے کوفہء ظلمت میں مگر
اپنی آنکھوں کو درِ پاک پہ چھوڑ آیا ہوں

شاہزادی میں ترے خواب نگر آتے ہوئے
تختِ جاں راہِ خطرناک پہ چھوڑ آیا ہوں

عاملِ شہر کٹا کر میں زباں کو اپنی
چھاپ ہر لہجہء بیباک پہ چھوڑ آیا ہوں

ہجر کا زہر، تری یاد، کئی اشک امین
ناتواں دل اسی خوراک پہ چھوڑ آیا ہوں

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (شیزا جلالپوری)

وہ خوابوں کو سجانے والے کیا ہوئے
زمیں پہ چاند لانے والے کیا ہوئے

فلک کی تھے ہر ایک شے کے دعویدار
ستارے توڑ لانے والے کیا ہوئے

اندھیری شب تھی جگنوؤں کی منتظر
وہ محفلیں سجانے والے کیا ہوئے

بس اک وبا نے آج وہ دکھائے دن
وہ ملنے اور ملانے والے کیا ہوئے

خموشیاں لبوں پہ دل اداس ہے
وہ قہقہے لگانے والے کیا ہوئے

بھٹک رہے ہیں در بدر کیوں آج ہم
وہ راستہ بتانے والے کیا ہوئے

اجڑ گیا ہے شیزا دل کا یہ چمن
وہ گلستاں بنانے والے کیا ہوئے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (شگفتہ نعیم ہاشمی)

اپنی نظروں کو ہٹا لیجیے سب دیکھتے ہیں
گو عقیدت ہے مگر لوگ یہ کب دیکھتے ہیں

یوں بظاہر تو ملاقات کا امکان نہیں
بن ہی جائے گا کبھی کوئی سبب دیکھتے ہیں

ہم نہ تیار کبھی ترک انا پر ہوں گے
کتنا لاچار کرے گی یہ طلب دیکھتے ہیں

کل ملاقات کا وعدہ ہے مگر کیا معلوم
سانس کی ڈور کٹے پہلے یا شب دیکھتے ہیں

وقت رخصت وہ ہمیں دیکھنا ان کا جیسے
آخری ایک نظر جان بہ لب دیکھتے ہیں

آخری سانس کی جھنکار کی کب ٹوٹے تان
کب تلک جوش میں ہے بزم طرب دیکھتے ہیں

ان کی خاموشی میں کیا شور چھپا ہے آخر
چپ کے سینے میں دبا ہے جو غضب دیکھتے ہیں

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (اعظم وسیع رامپوری)

لئے جا رہے ہیں یہ غم چپکے چپکے
کرو غیروں پر تم کرم چپکے چپکے

جدائی تمہاری نہ برداشت ہو گی
تمہیں روئیں گے ہم صنم چپکے چپکے

محبت محبت محبت ہے تم سے
یہ کہتے رہے دم بہ دم چپکے چپکے

زمانے کو ہرگز نہ ہو گی خبر اب
کریں گے تری دید ہم چپکے چپکے

کوئی نازنیں دل کو بھانے لگے تو
کرو عشق پر محترم چپکے چپکے

زمانے کو ہے کیا خبر میرے دل کی
دیئے اس نے سب غم الم چپکے چپکے

ستم یہ محبت کے ہیں خوبصورت
سہے جا وسیع یہ ستم چپکے چپکے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (خالد داؤد قائم خانی)

ہر پل وہ میرے ساتھ ہیں تنہا کہاں ہوں میں
ان کے تصورات سے نکلا کہاں ہوں میں

اب بھی ہیں یاد مجھ کو وہ قربت کے رات دن
لمحاتِ وصل آج بھی بھولا کہاں ہوں میں

لوگوں کا میرے بارے ہے بالکل غلط خیال
جیسا سمجھتے ہیں مجھے ویسا کہاں ہوں میں

یوں تو دکھائی دیتا ہوں لوگوں کے درمیاں
دکھتا ہوں جس جگہ وہاں ہوتا کہاں ہوں میں

جاں سے گزر تو سکتا ہوں تکمیل کے لیے
وعدہ جو کر کے توڑ دے ایسا کہاں ہوں میں

نظروں سے جام پینے کی عادت ہے مجھ کو یار
مینا سے ایک جام بھی پیتا کہاں ہوں میں

دل کی کسی بھی بات کو سمجھیں گے لوگ کیا
لوگوں سے دل کی بات کو کہتا کہاں ہوں میں

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (فرزانہ ساجد)

دل میں سب کے لیے بھلا رکھنا
اپنے ہونٹوں پہ بس دعا رکھنا

ان سے ملنا اگر ضروری ہے
ان سے ملنے کا حوصلہ رکھنا

جانے کب روشنی دغا دے دے
دل کا دیپک سدا جلا رکھنا

دوست روٹھے تو تم منا لینا
اپنے دل کو ذرا بڑا رکھنا

جاؤ پردیس ، پر میرے بچو
اپنے پیاروں سے رابطہ رکھنا

جب کبھی چاہو ، لوٹ آنا تم
ہم نے سیکھا ہے در کھلا رکھنا

مجھ پہ رحمت رہے سدا تیری
مجھ کو اپنا میرے خدا رکھنا

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (سید نوید جعفری)

زیست اس درجہ مہرباں ہے میاں
ہر قدم پر اک امتحاں ہے میاں

سہمی سہمی ہوئی فُغاں ہے میاں
چہرہ چہرہ دھواں دھواں ہے میاں

اس کے عارض پہ کِھل رہے ہیں گلاب
کس تصّور میں جانے جاں ہے میاں

سر تو دار و رسن کی زینت ہیں
کیوں اناالحق تمہیں گراں ہے میاں

دُھند سائے ہیں اور تاریکی
سارا منظر دھواں دھواں ہے میاں

یادیں ، وعدے ، تصّورات ، حیات
بوجھ دل پر بہت گراں ہے میاں

کتنا پتھراؤ ہو رہا ہے نوید
زیست آئینوں کی دوکاں ہے میاں

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (گلفام حیدر)

وہی فصلِ گُل ہے وہی تازگی ہے
مگر مجھ کو اب بھی تُمھاری کمی ہے

وہی ہے شبِ غم وہی تشنگی ہے
وہی بے دلی ہے وہی بے بسی ہے

زباں تو خموشی میں لپٹی ہے لیکن
رگوں میں تری آرزو دوڑتی ہے

کبھی تیرگی میں جو گھبرا کے ہم نے
جلایا دیا تو ، ہوا چل پڑی ہے

کسی قید میں جو سزا کاٹتے ہیں
وہی جانتے ہیں کہ کیا زندگی ہے

تری یاد جب گھیر لیتی ہے مجھ کو
اُداسی مری پھر جبیں چومتی ہے

میں گلفاؔم کیسے بھلا دوں تُمھیں کہ
تُمھارا تصوّر مری زندگی ہے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (غلام منور)

فرقت میں اس کی مجھ میں ندامت نہیں رہی
جو کچھ بچی تھی اب وہ بھی عزت نہیں رہی

آجائے میرا یار کوئی حال پوچھنے
یاروں سے میری ایسی رفاقت نہیں رہی

کرتی ہو مجھ سے بات بہت آب و تاب میں
کیا اب تمہیں بھی میری ضرورت نہیں رہی

پرواہ تم کو میری ذرا بھی نہیں ہے گر
پھر یہ بھی کہہ دو تم سے محبت نہیں رہی

ہاں ٹھیک ہی ہے ہجر کا ہو جائے فیصلہ
ویسے بھی اب مجھے تری عادت نہیں رہی

مرنا تمہیں تو ہے ہی منورؔ جی ایک روز
مر جاؤ جینے کی تمہیں حاجت نہیں رہی

کل رات میرے حجرے میں خلوت تھی اور میں
لو مر گیا سحر کو وہ خلوت نہیں رہی

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (اعجاز قریشی)

دونوں پہ ہُوا غم کا اثر اور طرح کا
ہے حال اِدھر اور، اُدھر اور طرح کا

محرومئ قسمت کا گلِہ کس سے کریں ہم
نکلا ہے سمندر سے گہر اور طرح کا

مہتاب، ستاروں کی ضیا اپنی جگہ ہے
وہ حُسن کا پیکر ہے مگر اور طرح کا

کچھ دیر ابھی اور جگائے نہ کوئی بھی
آنکھوں میں ہے اِک خوابِ سحر اور طرح کا

اُس شوخ کے دیدار کی ہے سب یہ کرامت
اب چاند بھی آتا ہے نظر اور طرح کا

اب لوگ بُرائی کو بُرائی نہیں کہتے
دُنیا میں ہے پھیلا ہُوا شر اور طرح کا

اعجاز کسی کی بھی دُعا کام نہ آئی
اِس بار مِلا سب کو ثمر اور طرح کا

☆☆☆

مدیرہ:

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

غزل (ثاقب سیال)

سنو گے اگر تم زبانی ہماری
بڑی منفرد ہے کہانی ہماری

سمندر میں کودے سمجھ کر ہم آنکھیں
ہوئی نظرِ موجاں جوانی ہماری

وہ کنگن وہ غزلیں وہ خط سب ہمارے
جلا دینا ہر اک نشانی ہماری

تھا دلکش سفر زندگی کا بھی کتنا
تھے راجہ ہم ان کے وہ رانی ہماری

یہ سینہ ہمارا تھا تکیہ تمھارا
یوں گزری ہیں شامیں سہانی ہماری

اسی کی طرف سے پڑیں سب دراڑیں
وگرنہ تھی یاری پرانی ہماری

بہاروں کے موسم میں پھولوں کو ترسے
یوں گزری ہے بس زندگانی ہماری

☆☆☆

مدیرہ:

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (سراج آغازی جبلپور)

زخموں کے نشاں کب ترے پتھر میں نہیں تھے
منصف ہی مگر عدل کے چکّر میں نہیں تھے

منظور اسے ترکِ تعلق ہی تھا ورنہ
روٹی کے مسائل بھلا کس گھر میں نہیں تھے

ہم اہلِ قلم اہلِ ہنر اہلِ بصیرت
دنیا میں زر و مال کے چکّر میں نہیں تھے

طوفان کے انداز سمجھ ہی نہیں سکتے
وہ اہلِ تماشہ جو سمندر میں نہیں تھے

ہم خاک نشیں ایسے بھی غم جھیل چکے ہیں
لکّھے ہوئے جو اپنے مقدر میں نہیں تھے

ایمان کا ہر نقشِ قدم بول رہا ہے
وہ لوگ منافق ہیں جو لشکر میں نہیں تھے

گزرے ہیں سراج اپنے بھی دن عشقِ خدا میں
سجدوں کے نشانات مگر سر میں نہیں تھے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (انجم جاوید)

اسمِ اعظم یہی ملا ہے مجھے
ورد رحمان آسرا ہے مجھے

ایک مضمون نا مکمل نے
کس قدر تنگ کر دیا ہے مجھے

کوئی مامور ہے حفاظت پر
اک موکل نے یہ کہا ہے مجھے

اس محبت نے کارِ دنیا سے
لاتعلق سا کر دیا ہے مجھے

مجھ پہ کچھ پڑھ کے پھونک اے جوگی
ایک ناگن نے ڈس لیا ہے مجھے

میری ماں ہے مرے لئے درویش
اسی درویش کی دعا ہے مجھے

تم ہی انجم کے دل کی دھڑکن ہو
میرے دل نے یہی کہا ہے مجھے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (ثقلین جعفری)

جنہیں ہے شک کہ سخن اور مجھ سا ناکارہ
انہیں کروں گا میں حیران لکھ کے شہ پارہ

مجھے پتا ہے ہنر میرا کب وہ مانیں گے
جو لوگ اب بھی سمجھتے ہیں مجھ کو آوارہ

یہ ٹھیک ہے کہ زمانے کی خاک چھانی ہے
مگر میں مانتا خود کو نہیں ہوں بنجارہ

دلوں میں گھر کا فقط ایک ہی طریقہ ہے
زباں سے اپنی اٹھا گفتگو کا انگارہ

سنا ہے اس نے بھی تسلیم کر لیا مجھ کو
بتا رہا ہے مگر بات کوئی ہرکارہ

میں دل میں بوجھ لیے شہر شہر پھرتا ہوں
کوئی تو بھائے گا دل کو حسین نظارہ

وطن کو آیئے مل کر بناہیں ہم ثقلین
محبتوں سے بھرا اک عظیم گھوارہ

☆☆☆

غزل (مظفر ڈھاڈری)

ایمان اپنا بیچے نہ جو اپنی شاپ میں
ٹھہرے بزرگ کیوں نہ وہ اس آپا دھاپ میں

ہاتیؔ، مریدؔ، مستؔ، سموؔ جیسے لوگ ہم
باغی ہوئے ہیں، کچھ تو خرابی ہے آپ میں

لڑتا نہ اپنی قوم سے، لڑتا حریف سے
تھوڑی سی عقل ہوتی جو اس مائی باپ میں

میں بے وفائی کیسے کروں بے وفا کے ساتھ
تھوڑا تو فرق ہو ناں، ضمیروں کی چھاپ میں

پڑھتا نہیں غزل میں ترنّم سے اس لئے
صدیوں کا دکھ چھپا ہے مری اک الاپ میں

ہم نے لگائے پھول محبت کے جا بجا
شامل کیا ثواب بھی تھوڑا سا پاپ میں

سالوں گزر گئے ہیں، مظفر جدائی کو
لیکن کمی نہ آئی ابھی دل کی تاپ میں

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (آفتاب خان)

نہ اس کے دل میں دھڑکنے کا یار سوچ ابھی
کہ پتھّروں میں نہ پیدا ہوا ہے لوچ ابھی

سِسک سِسک کے گزرتا ہے اس لیے جیون
پڑی ہوئی ہے دمِ زندگی کو موچ ابھی

جو خوش نصیب ہیں اُن کی طرف نہ آنکھ اُٹھا
اے بدنصیب تُو اپنا بدن ہی نوچ ابھی

کرے گا کون محبت کی آرزو کہ یہاں
ہر ایک جسم سے لِپٹے ہیں کاکروچ ابھی

کسی کے درد کا دل میں چراغ روشن کر
جمی ہیں ذہن میں جو نفرتیں، کھروچ ابھی

نہ آنکھیں مِیچ کے دنیا کی رہ گذر پر چل
رواں دواں ہے اگر زندگی کی کوچ ابھی

زمینِ عشق پہ اُترا ہے آفتاب سدا
سو بازوؤں میں یہی حدّتیں دبوچ ابھی

☆☆☆

غزل (سلیم نایابؔ فیروز آبادی)

عشق پروان یوں چڑھا ہی نہیں
در ملاقات کا کھلا ہی نہیں

یوں زمانے پہ جھوٹ غالب ہے
سچ یہاں کوئی بولتا ہی نہیں

جس طرف دیکھنا ضروری ہے
اس طرف کوئی دیکھتا ہی نہیں

حق بیانی کرے گا کیا کوئی
لب کشائی کا حوصلہ ہی نہیں

ہے بھلا اپنا ہی بھلائی میں
اسطرح کوئی سوچتا ہی نہیں

اس سے امید غم گساری کی
جو کسی غم سے آشنا ہی نہیں

جس کا نایابؔ کوئی حل نہ ہو
ایسا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں

☆☆☆

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی

بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (عبدالعزیز عزیز)

رہ گزر کے حقیر لوگوں کو

چھیڑ مت ہم فقیر لوگوں کو

اک عداوت ہے اِن غریبوں سے

شہر بھر کے امیر لوگوں کو

یہ نگاہیں تلاش کرتی ہیں

شہر ظلمت منیر لوگوں کو

عمرِ رفتہ سے ڈھونڈ لائیں گے

ہم محبت نظیر لوگوں کو

یہ جو بستی ابھی سلامت ہے

دے دعائیں فقیر لوگوں کو

نام کتنوں سے مٹ گئے ہوں گے

کچھ خبر ہے شہیر لوگوں کو

کُوچ کر کے عزیز جانا ہے

اس جہاں سے اخیر لوگوں کو

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (نعمان نذر نعمان)

دسترس میں کب وفا ہے
قسمتوں میں بس دغا ہے
وہ یقیناً ہے جدائی
درمیاں جو اِک خلا ہے
حد سے بڑھ کر تو کسی کو
چاہنا بھی اِک سزا ہے
آدمی کو مُشکلوں میں
جو دِکھے وہ ہی خدا ہے
دل کی نازک اِس زمیں پر
آسماں ہی آگرا ہے
حوصلہ سینے لگا کر
گھر کے کونوں نے دیا ہے
پوچھتے ہیں لوگ میرا
کہہ دو اُن سے گمشدہ ہے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل(روبینہ ممتاز روبی)

وہ وقت ، لوگ ، وہ پہلی سی چاہتیں نہ رہیں
ہماری جھولی میں پہلی سی راحتیں نہ رہیں

ہے راس آگیا جب سے سکوتِ تنہائی
وہ رتجگے ، وہ محافل ،وہ ساعتیں نہ رہیں

بدلتے وقت نے ہر آرزو کچل ڈالی
جنم جو لیتی تھیں دل میں وہ خواہشیں نہ رہیں

گزار آئے ہیں اک عمر کھوجتے منزل
وہ کارواں نہ رہا اب مسافتیں نہ رہیں

نئی ڈگر پہ عجب چل پڑی ہے نسلِ نو
اب اس میں اپنے ہی آباء کی خصلتیں نہ رہیں

ہر ایک چہرے پہ چھایا ہے مکر کا سایہ
خلوص وہ نہ رہا ، وہ محبتیں نہ رہیں

تمام شکوے گلے ہیں بھلا دیے روبی
ہو دوست یا کہ عدو ، اب عداوتیں نہ رہیں

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (عامر معان)

ہے خدا ناراض ہم سے مل رہی ہے یہ خبر
آسمانوں سے اترتی اب بلائیں دیکھ کر

آپ کے اوپر کہیں یہ دل نہ آجائے صنم
حسن کے جادو سے ہم کو لگ رہا ہے آج ڈر

چودھویں کا چاند آیا ہے نظر دھرتی پہ آج
دل کی دھڑکن ہو رہی ہے تیز سے بھی تیز تر

پھر تری یادوں کا بادل ہجر میں گھرا ہوا
رات بھر برسے گا یہ پھر عاشق ناکام پر

آج پھر گہری کوئی اک چوٹ لگنی ہے اسے
آج پھر بہلا کے دل یہ لے چلا ہے ان کے در

غم کی دیواروں کے اوپر چھت ملے گی درد کی
دیکھئے آکر ذرا کتنا حسیں ہے اپنا گھر

صحرا صحرا لے کے گھومے ہجر کی شامیں ہمیں
کاش مجنوں کی طرح ہوں عشق میں ہم بھی امر

☆☆☆

غزل (ڈاکٹر الیاس عاجز)

اِس مُلک سے اب صِرف اتنی سی ہی نسبت ہے مجھے
کہ لُوٹنے کی بارہا اِس کو سہولت ہے مجھے

مَیں ابنِ آدم ہوں مری تحقیر تو نہ کیجیے
خاکی سہی لیکن فرشتوں پر فضیلت ہے مجھے

میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں شہرِ بے وفا میں اُلفتیں
اِمکانِ اُلفت نہ سہی اِمکانِ نفرت ہے مجھے

شش جہت ہیں تنگ مجھ پر شہر میں اِک بار پھر
خانہ بدوشوں سی کوئی درپیش ہجرت ہے مجھے

تُو بولتا ہی جا رہا ہے بے سَروپا بزم میں
مَیں اس لیے خاموش ہوں پاسِ محبت ہے مجھے

کرتا رہوں گا روشنی ہر کوچۂ تاریک میں
مثلِ چراغِ شب ہوں مَیں جلنے سے رغبت ہے مجھے

عاجز ہوں مَیں مِسکین ہوں لیکن عَدُوئے یار کی
مَیں نوچ سکتا ہوں قبائے ظُلم قدرت ہے مجھے

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (ڈاکٹر امبر رانجھا)

قیامت ڈھائیں گے وعدہ ہے اپنا
کبھی مسکائیں گے وعدہ ہے اپنا

زمانے کی جہالت ہے قدیمی
ہمی دکھلائیں گے وعدہ ہے اپنا

ہمارے صبر کی شہرت سنو گے
جگر سہلائیں گے وعدہ ہے اپنا

غریبی سونے اب دیتی ہے جاناں
ستم شرمائیں گے وعدہ ہے اپنا

لہو سے شمع بھی جلتی رہے گی
چتا بھڑکائیں گے وعدہ ہے اپنا

حفاظت یوں کریں گے باغباں بھی
نہ گل گھبرائیں گے وعدہ ہے اپنا

نہ امبر جی کسی کو بھی گلہ ہو
سمے لوٹائیں گے وعدہ ہے اپنا

☆☆☆

مدیرہ:

غزل(م۔لئیق انصاری)

ہے بے نیاز جو روشن ضمیر کیسا ہے
یہ خانقاہ محبت کا پیر کیسا ہے

مری غزل کو رسالے میں چھاپتا ہی نہیں
جہان فکر و نظر کا مدیر کیسا ہے

لٹا رہا ہے دعاؤں کے رات دن گوہر
تمہارے شہر کا بوڑھا فقیر کیسا ہے

مثال کوئی زمانے میں جسکی مل نہ سکی
کوئی بتائے کہ وہ بے نظیر کیسا ہے

تلاش کرتا رہا عمر بھر مگر نہ ملا
مری نظر کے قفس میں اسیر کیسا ہے

مسافتیں بھی نہ جسکو تھکا سکیں ابتک
رہ حیات میں وہ راہگیر کیسا ہے

لئیق منزل ادراک پر کبھی نہ ملا
تمہاری فکر و نظر کا سفیر کیسا ہے

☆☆☆

غزل (اختر چیمہ)

کیوں نہ بے فیض زمانے سے کنارا کر لوں
دشت تنہائی میں چپ چاپ گزارا کر لوں

تان کر سینہ سرِ دار چلا جاؤں گا
کوچہء یار کا اک بار نظارہ کر لوں

میں نے اپنوں سے کبھی کوئی تقاضا نہ کیا
کیسے احسان رقیبوں کا گوارا کر لوں

ایک کم ظرف کی زلفوں کی اسیری کب تک
توڑ کر عہد وفا عشق دوبارا کرلوں

قافلہ گر اسی منزل پہ پڑاؤ ڈالے
اک حسیں شخص کا کچھ دیر نظارہ کر لوں

کوچہء عشق کا ہر زخم گوارا ہے مگر
ذلت نفس بھلا کیسے گوارا کر لوں

ہر کوئی سنگ ملامت لیے پھرتا ہے مگر
کیسے ممکن ہے محبت سے کنارا کر لوں

☆☆☆

مدیرہ:

علم و ہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل (علی شاہدؔ دلکش)

زخمِ دل یوں سِیا نہیں کرتے
لا مرض کی دَوا نہیں کرتے

جن کے دل میں ہو بادہ نفرت کا
جامِ الفت پِیا نہیں کرتے

ظلم کرنا ہے ظلم سہنا بھی
ظلم ہر دم سَہا نہیں کرتے

طے ہے موسم گزر ہی جائے گا
"موسموں سے گلِہ نہیں کرتے"

تیکھے لہجوں کے گھاؤ ایسے ہیں
عمر بھر جو بھرَا نہیں کرتے

جن کی فطرت میں خود ستائی ہو
ایسی فطرت بڑا نہیں کرتے

دامِ گیسو سے بچ کے رہ شاہدؔ
یہ کسی کو رِہا نہیں کرتے

☆☆☆

مدیرہ:

علم وہنر سے لوح و قلم سے ہو روشنی
بابِ دعا کھلا ہے ہمارے ہی واسطے

آن لائن میگزین اینڈ بکس

غزل(افضل ہزاروی)

آنکھ میں اشک بن کر ملال آگیا
جب بچھڑنے کا لب پر سوال آگیا

بھول بیٹھی ہیں آنکھیں جھپکنا مری
روبرو آج کس کا جمال آگیا

کل تلک تو نہیں تھی کوئی ایسی بات
کس طرح آج شیشے میں بال آگیا

ہنس کے ٹالے ہے وہ میری ہر بات کو
دل دکھانے کا اس کو کمال آگیا

ناز تھا چڑھتے سورج کو خود پر بہت
شام ہوتے ہی اس کو زوال آگیا

بڑھ گئی رونقِ بزم دیکھو ذرا
کون محفل میں یہ خوش خصال آگیا

پھر نہ اڑنے کا افضل ملا راستہ
سامنے جب پرندے کے جال آگیا

☆☆☆

مدیرہ:

غزل(فوزیہ اختر ازکیٰ

تم بھلے غم کا مرے کوئی مداوا نہ کرو
اک گزارش ہے کبھی غیر سے چرچا نہ کرو
زندگی چند دنوں کا ہے فسانہ لوگو
باہمی بغض و حسد سے اسے پھیکا نہ کرو
دل پہ ہر پل ہے مرے حزن و الم کی یورش
"غمگسارو! مجھے اس حال میں تنہا نہ کرو"
ذکرِ رب سے بھی کرو شاد دلوں کو اپنے
کون کہتا ہے تمہیں محنتِ دنیا نہ کرو
جا چکے ہو مری دنیا سے تو اتنا کر دو
میرے افکار کی دنیا میں بھی آیا نہ کرو
اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں پس تم بھی
دامنِ صبر کسی حال میں چھوڑا نہ کرو
عرش سے دیکھ رہا ہے مرا مالک ازکیٰ
وہ ہے منصف بڑا تم حوصلہ ہارا نہ کرو

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (ابراہیم شوبی)

کون کرتا ہے یاں وفا اے دل
مان میرا بھی کچھ کہا اے دل

وہ تو محفل سے جا چُکا کب کا
تو کہاں کھو گیا بتا اے دل

کوئی سُنتا نہیں کسی کی یہاں
اپنے دکھڑے نہ تو سُنا اے دل

اُس کے جیون میں روشنی کیلیئے
تو بہت دیر تک جلا اے دل

تجھ کو پیارا کوئی بھی دنیا میں
اُس کے جیسا نہیں لگا اے دل

بیقراری بجا ہے تیری بھی
بس وہی مل نہیں سکا اے دل

مشورہ ہے تجھے یہ شوبی کا
اتنی وحشت نہیں بڑھا اے دل

☆☆☆

غزل (سید حامد حسین شاہ)

اپنا چہرہ دیکھنا مہنگا پڑا
یعنی ہم کو آئینہ مہنگا پڑا

ہر کوئی پتھر اٹھائے آگیا
گھر ہمیں یہ کانچ کا مہنگا پڑا

بستیوں کی بستیاں غرقاب ہیں
بارشوں کا سلسلہ مہنگا پڑا

دوستانہ صاحبانِ وقت کا
ایک مفلس کو سدا مہنگا پڑا

دن کو بے چینی تو شب کو رتجگے
پیار تیرا بے وفا مہنگا پڑا

بیچ دریا کے ڈبو ڈالا اسے
اے گھڑے ناطہ ترا مہنگا پڑا

کھیل سمجھے عشق کو حامد مگر
ہم کو یہ سودا بڑا مہنگا پڑا

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (بنیامین مضطربؔ)

جس نے تھاما تھا کبھی ہاتھ مرا، چھوڑ گیا
بے وفا کہہ کے اسے میں بھی وفا چھوڑ گیا

ایک مفلس کی وراثت ہے فقط سوگ یہاں
ایک قیدی ہے کہ ترکے میں سزا چھوڑ گیا

بھوک اتری ہے یہاں رزق نہ رازق ہے کوئی
مجھ کو لگتا ہے کہ بستی کو خدا چھوڑ گیا

اس نے غمزوں میں کوئی فرق نہیں آنے دیا
میں محبت میں سبھی نازو ادا چھوڑ گیا

ہے پہاڑوں کا کھلونا یہ اچھالیں گے اسے
مرنے والا جو المناک صدا چھوڑ گیا

بے وفائی کا جو دکھ اس نے دیا ہنس کے سہا
اس پہ روتا ہوں کہ وہ شخص جفا چھوڑ گیا

مضطربؔ رخ پہ مرے نقش ہے متروک کہیں
مجھ کو جس نے بھی ترے بعد پڑھا چھوڑ گیا

☆☆☆

غزل (باصر زیدی)

دِل کا چَین قرار وہ چہرہ
میرا پہلا پیار وہ چہرہ
دیکھوں چاند تو آتا ہے پھر
یاد مجھے ہر بار وہ چہرہ
کان میں باتیں سُن کر میری
ہوتا تھا گُلنار وہ چہرہ
ہاتھ اُٹھیں میرے جو دعا کو
مانگوں سَو سَو بار وہ چہرہ
ماضی کی یہ دُھند چَھٹے تو
دیکھوں مَیں اُس پار وہ چہرہ
دیکھ کے برسوں بعد لگا یہ
دیکھا پہلی بار وہ چہرہ
عُذرِ حیات بنا ہے باؔصِر
قدرت کا شہکار وہ چہرہ

☆☆☆

غزل(شہاب اللہ شہاب)

کسی حسین پہ نظریں جما کے چائے پی
جو دل کہے تو ذرا مسکرا کے چائے پی

مرے لبوں پہ ابھی تک جمی ہے وہ لذت
کہا جو تم نے لبوں کو ملا کے چائے پی

بھری ہوئی جو صراحی ہے سامنے رکھی
ذرا ذرا سی وہاں سے ملا کے چائے پی

کہا جو چائے کا تو وہ تنک کے کہنے لگا
مرے لہو کو اگن پر چڑھا کے چائے پی

پلک جھپکتے جو آنکھوں سے دور جاتا ہے
اسے بھی پلکوں پہ جھولا جھلا کے چائے پی

مچل رہی ہے جو مدت سے تیرے سینے میں
اس آرزو کو دروں تو دبا کے چائے پی

بڑے بخیل ہیں تیرے نگر کے لوگ شہاب
جو کہہ رہے ہیں کہ پانی ملا کے چائے پی

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (حبیب خوشابی)

مے پیالوں میں جب نہیں جاتی
بے بسی تشنہ لب نہیں جاتی

یہ عجب دکھ ہے دل کی بستی کا
دن بھی نکلے تو شب نہیں جاتی

وقت آنکھوں سے چھین لیتا ہے
روشنی بے سبب نہیں جاتی

میں نے لفظوں سے بت تراشے ہیں
ایک تیری طلب نہیں جاتی

میں سمجھتا ہوں دکھ اندھیروں کے
میری قسمت سے شب نہیں جاتی

کیا کروں اس کے آستانے پر
لو عقیدت کی اب نہیں جاتی

کیوں یہ خواہش حبیب جینے کی
غم کے ملبے میں نہیں دب جاتی

☆☆☆

غزل (پرطاس)

بس نام جنوں میں جو پکارا تھا تمھارا
وحشت میں فقط ایک سہارا تھا تمھارا

اب جس سے مقدر کے ستارے نہیں ملتے
وہ شخص کبھی جان سے پیارا تھا تمھارا

پھر ساتھ لئے آئے اسے یار بنا کے
اک شام کسی درد نے پوچھا تھا تمھارا

کم کم ملاقاتوں سے ملاقات کی بندش
دل میں نے بدلتے ہوئے دیکھا تھا تمھارا

جس دل پہ جفاؤں سے کیا وار مرے یار
وہ دل بھی کبھی یار دلارا تھا تمھارا

یہ ایک ستم ہجر گوارا نہ ہو سکا
ورنہ تو ہر ستم ہی گوارا تھا تمھارا

تم نے تو کنارے سے کیا خوب نظارہ
اور ڈوبتی آنکھوں میں کنارا تھا تمھارا

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (عاطف کمال رانا)

جب کاٹ لئے سب لب و رخسار شجر سے
اب سایا طلب کرتے ہو بیمار شجر سے

یہ پھول کھلا ہے کہ دلاسوں کے چمن میں
نکلی ہے کوئی ریشمیں تلوار شجر سے

نیکی کے سمندر کا سفر تم سے نہ ہو گا
تم ناؤ بناتے ہو گنہگار شجر سے

نیزوں کی چمک سب تجھے خوش دیکھ رہے ہیں
اترے ہیں کئی صاحبِ دستار شجر سے

اک شاخ سے پھوٹا ہے گلِ ساکت و جامد
عجلت میں کسی ثابت و سیار شجر سے

اس باغ میں آیا ہے محرم کا مہینہ
جھڑتے ہوئے دیکھیں گے عزادار شجر سے

پتھر بھی کئی مار کے دیکھے ہیں جنوں میں
اک پھل نہ گرا آئینہ آثار شجر سے

☆☆☆

مدیرہ:

غزل (سراج انصاری)

جواں ہو عزم تو راہِ دراز بھی کیا ہے
رسا نظر ہو تو پھر ذکرِ نارسی کیا ہے
انہیں کے ہاتھ ہے پھر نبضِ راہِ منزل کی
سمجھ نہ پائے جو آئینِ رہبری کیا ہے
لئے ہیں دامنِ رنگیں میں اضطراب کا رنگ
سمجھ نہ پائینگے ہم خوئے آدمی کیا ہے
وہ آج بزم میں لیتے ہیں بے خودی کی خبر
جنہیں خبر ہی نہیں شانِ بے خودی کیا ہے
میں اس عطا کے تصدق میں اس نظر کے نثار
وہ جس نے درس دیا ہے کہ بندگی کیا ہے
نظارے مست فضا مست کائنات ہے مست
نہ مجھ سے پوچھ مری شانِ میکشی کیا ہے
سراجؔ اہلِ نظر کو مرا سلامِ نیاز
بس اک پیامِ محبت ہے شاعری کیا ہے

☆☆☆

مدیرہ:
دعا علی